50 لاکھ کا ایک بڑا جانور قربانی کے لیے لینا افضل ہے یا 5، 5 لاکھ کے 10 جانور؟

دارُالافتاءاہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: KNL 0048 تاریخ: 12-06-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ 50 لاکھ کا ایک بہت بڑا جانور لینا اور اس کی قربانی کرنا یہ افضل ہے یا پانچ، پانچ لاکھ کے دس جانور ذبح کر دیے جائیں؟ یہ جانور بھی اچھے فربہ ہوں گے اور ان کا مجموعی گوشت لازمی طور پر ایک جانور سے زیادہ ہو گا۔ اس طرح زیادہ لوگوں تک گوشت بھی پہنچے گا اور کھالوں کے ذریعے غربا کی مدد بھی زیادہ ہو جائے گی۔ لہذا یہ ارشاد فرما دیں کہ دونوں میں افضل کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

صورتِ مسئولہ میں پچاس لاکھ کا ایک بڑا جانور لینے کے بجائے پانچ پانچ لاکھ کے دس جانور لینا افضل ہے۔

اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ قربانی کے جانور کے افضل ہونے کے اعتبار سے تین اسباب ذکر کئے جاتے ہیں: (1) گوشت زیادہ ہونا۔ (2) قیمت زیادہ ہونا۔ (3) گوشت کا اطیب (اچھا) ہونا۔ ان تینوں اسباب کے پائے جانے کی صورت میں جس جانور میں گوشت زیادہ ہو گا وہ مطلقاً دیگر سے افضل ہو گا۔ یہی معتمد اور مختار قول ہے۔ نیز گوشت کے زیادہ ہونے کی وجہ ہی ہے کہ اونٹ کی قربانی کو دوسرے جانوروں سے افضل کہا گیا کہ اس کے بڑا ہونے کی وجہ سے اس میں لامحالہ گوشت زیادہ ہوتا ہے۔ زیادہ گوشت

والے جانور کی قربانی افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ گوشت زیادہ ہونے میں فقرا کا نفع زیادہ ہو گا، تقسیم میں وسعت ہو گی اور قربانی والے دن گوشت کی تقسیم میں وسعت ہونا ہی مستحب ہے۔ پھر جس طرح ایک جانور کہ جس میں گوشت زیادہ ہے وہ دوسرے سے بہتر ہے، تو اسی طرح دو جانور ایک جانور سے افضل ہوں گے کہ ان میں بھی گوشت زیادہ ہو گا۔ البتہ یہ خیال کیا جائے کم قیمت والے جانور لاغر نہ ہوں کہ جانور کا اطیب ہونا بھی شریعت کو مرغوب ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں جب وہ پانچ پانچ لاکھ والے دس جانور بھی اچھے اور فربہ ہیں تو یقیناً ان کا گوشت پچاس لاکھ والے ایک مہنگے جانور سے زیادہ ہو گا اس لئے پچاس لاکھ کے ایک مہنگے جانور کے بجائے اسی قیمت کے دس جانوروں کی قربانی افضل ہے۔

در مختار میں ہے: ”الشاۃ افضل من سبع البقرۃ اذا استویا فی القیمۃ واللحم، والکبش افضل من النعجۃ اذا استویا فیھما، والانثی من المعز افضل من التیس اذا استویا قیمۃ، والانثی من الابل والبقرۃ افضل، حاوی، وفی الوھبانیۃ ان الانثی افضل من الذکر اذا استویا قیمۃ“ بکری گائے کے ساتویں حصہ سے افضل ہے، جبکہ دونوں قیمت اور گوشت میں برابر ہوں اور مینڈھا، بھیڑ سے افضل ہے جبکہ دونوں قیمت اور گوشت میں برابر ہوں، اور بکری بکرے سے افضل ہے جبکہ دونوں قیمت میں برابر ہوں، اور اونٹنی اور گائے (اونٹ اور بیل سے) افضل ہیں، حاوی، اور وہبانیہ میں ہے کہ مادہ نر سے افضل ہے جبکہ دونوں قیمت میں برابر ہوں۔ **(درمختار مع ردالمحتار، ج9، ص534، مطبوعہ کوئٹہ)**

ردالمحتار میں ہے: ”قولہ: (اذا استویا الخ) فان کان سبع البقرۃ اکثر لحما فھو افضل، والاصل فی ھذا اذا استویا فی اللحم والقیمۃ فاطیبھما لحما افضل، واذا اختلفا فیھما فالفاضل اولی۔ تاترخانیۃ“ ترجمہ: پس اگر گائے کا ساتواں حصہ زیادہ گوشت والا ہو تو وہ ہی افضل ہے، اور اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ جب دونوں جانور گوشت اور قیمت میں برابر ہوں تو ان میں عمدہ گوشت والا افضل ہے، اور اگر گوشت اور قیمت میں برابر نہ ہوں تو خوبی میں زائد بہتر ہے۔

(ردالمحتار مع الدرالمختار، ج9، ص534، مطبوعہ کوئٹہ)

اسی میں ہے:"قوله:(اذا استويا فيهما)فان كانت النعجة اكثر قيمة اولحما فهى افضل۔ ذخيرة۔ط"مصنف علیہ الرحمۃ کا قول:(جب دونوں گوشت و قیمت میں برابر ہوں)تو اگر بھیڑ گوشت یا قیمت میں زیادہ ہو تو وہی افضل ہے۔ذخیرۃ۔طحطاوی۔

(ردالمحتارمع الدرالمختار،ج9،ص534،مطبوعہ کوئٹہ)

شرح وہبانیہ میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے:"**وجه كون السبع اولى اذا كان اغلى واكثرلحما فانه متى كان اكثر منها ثمنا كان اكثر لحما ومتى كان اكثرلحما كان انفع للفقراء واوسع والتوسعة فى ذلك اليوم مندوب اليها**"ساتواں حصہ جب زیادہ قیمت اور زیادہ گوشت والا ہو تو اس کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ زیادہ قیمت والا ہو گا تو زیادہ گوشت والا ہو گا اور جب وہ زیادہ گوشت والا ہو گا تو فقراء کے لئے زیادہ فائدہ مند اور زیادہ وسعت والا ہو گا اور اس دن وسعت مستحب ہے۔

(شرح وھبانیہ،ص232،مخطوط)

محیط میں اونٹ کے افضل ہونے کے متعلق ہے:"في أضاحي الزعفراني:البعير أفضل من البقر،لأنه أعظم" اونٹ گائے سے افضل ہے کیونکہ وہ بڑا(گوشت میں زائد)ہوتا ہے۔

(المحیط البرہانی،ج8،ص468،مطبوعہ کراچی)

فتاوی بزازیہ میں افضل ہونے کی ترتیب کچھ یوں بیان کی ہے:"الابل افضل ثم البقر ثم الغنم من المعز والبقر افضل من الشاة اذا استويا قيمة لانه اعظم و اكثر والشاة افضل من سبع البقرة اذا استويا قيمة ولحماً فاذا استويا قيمة فاطيبهما لحماً افضل وان اختلفا فالفاضل افضل"اونٹ افضل ہے پھر گائے پھر بکری،بھیڑ سے اور گائے بکری سے افضل ہے جبکہ دونوں قیمت میں برابر ہوں کیونکہ گائے زیادہ عظیم اور زیادہ گوشت والی ہے اور بکری گائے کے ساتویں حصہ سے افضل ہے،جبکہ دونوں قیمت اور گوشت میں برابر ہوں پس جب دونوں قیمت کے اعتبار سے برابر ہوں تو ان میں عمدہ گوشت والا افضل ہو گا اور اگر قیمت و گوشت میں مختلف ہوں تو خوبی میں زائد افضل ہو گا۔

فتاوی بزازیہ کے اسی صفحہ پر ایک قیمت میں ایک جانور لینے کے بجائے دو جانور لینے کے افضل ہونے کے متعلق ہے۔" **وشراء شاتين بثلاثين افضل من شراء شاة بثلاثين** "ترجمہ: **تیس درہم میں ایک بکری خریدنے سے تیس درھم میں دو بکریاں خریدنا افضل ہے۔**

(فتاوی بزایہ، کتاب الاضحیۃ، ج2، ص408، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے:" بکری کی قیمت اور گوشت اگر گائے کے ساتویں حصہ کی برابر ہو تو بکری افضل ہے اور گائے کے ساتویں حصہ میں بکری سے زیادہ گوشت ہو تو گائے افضل ہے یعنی جب دونوں کی ایک ہی قیمت ہو اور مقدار بھی ایک ہی ہو تو جس کا گوشت اچھا ہو وہ افضل ہے اور **اگر گوشت کی مقدار میں فرق ہو تو جس میں گوشت زیادہ ہو وہ افضل ہے** اور مینڈھا بھیڑ سے اور دنبہ دنبی سے افضل ہے جبکہ دونوں کی ایک قیمت ہو اور دونوں میں گوشت برابر ہو۔ بکری بکرے سے افضل ہے مگر خصی بکرا بکری سے افضل ہے اور اونٹنی اونٹ سے اور گائے بیل سے افضل ہے جبکہ گوشت اور قیمت میں برابر ہوں۔"

(بہار شریعت، ج3، حصہ15، ص340، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی قاضی خان میں ہے:"قال بعضهم: اذا كان قيمة الشاة اكثر من قيمة البدنة فالشاة افضل لان الشاة كلها تكون فرضاً والبدنة سبعها يكون فرضاً، والباقي يكون نفلاً وما كان كلها فرضاً كان افضل۔ وقال الشيخ الامام الجليل ابو بكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالى: البدنة تكون افضل لانها اكثر لحماً من الشاة وما قالو: بان البدنة يكون بعضها نفلاً فليس كذلك بل اذا ذبحت عن واحد كان كلها فرضاً۔ و شبه هذا بالقراءة فی الصلاة لو اقتصر على ما تجوز به الصلوة، جازت ولو زاد عليها يكون الكل فرضا" **بعض فقہاء نے فرمایا: جب بکری کی قیمت بدنہ (گائے، اونٹ) سے زیادہ ہو تو بکری افضل ہے کیونکہ بکری پوری کی پوری فرض کے طور پر ہو گی اور بدنہ کا ساتواں حصہ فرض کے طور پر ہو گا اور باقی نفل، اور جو چیز پوری فرض واقع ہو وہ زیادہ فضیلت والی ہو گی۔ اور شیخ امام جلیل ابو بکر محمد بن فضل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: بدنہ افضل ہے کیونکہ وہ بکری سے گوشت کے اعتبار سے زائد ہوتا ہے، اور انہوں نے جو فرمایا: کہ اس کا بعض نفل ہو گا، تو ایسا نہیں ہے بلکہ بدنہ جب ایک شخص کی طرف سے ذبح کیا**

جائے تو پورا ہی فرض کے طور پر ہو گا۔ اور اس کو تشبیہ دی جائے گی نماز میں قراءت کے ساتھ کہ اگر نمازی نے اتنی مقدار پر اکتفاء کیا جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے، تو یہ جائز ہے اور اگر اس مقدار سے زیادتی کی تو پوری قراءت فرض واقع ہو گی۔ **(فتاوی قاضی خان، ج3، ص235، مطبوعہ کوئٹہ)**

اسلوب سے ظاہر ہے کہ علامہ قاضی خان علیہ الرحمۃ کے نزدیک راجح و مختار دوسرا قول ہے کہ دوسرے قول کو آپ نے دلیل سے مزین کیا ہے اور یہ اعتماد و اختیار کی دلیل ہے اور جہاں ترجیح میں اختلاف ہو، علامہ قاضی خان علیہ الرحمۃ کی ترجیح کو فوقیت حاصل ہوتی ہے اور یہاں جب پہلے قول کی کوئی ترجیح موجود نہیں تو ضرور امام قاضی خان علیہ الرحمۃ کی ترجیح پر عمل کیا جائے گا۔ اس طرح یہ مسئلہ زائد گوشت والے کے مطلقاً افضل ہونے کی دلیل بنے گا کہ یہاں بکری کے قیمت اور اطیب ہونے میں زائد ہونے کے باوجود امام جلیل ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدنہ کو اس کے گوشت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے افضل قرار دیا۔ اوپر مذکور بہار شریعت کے یہ الفاظ "گوشت کی مقدار میں فرق ہو تو جس میں گوشت زیادہ وہ افضل" بھی اسی کی تائید کرتے ہیں کہ ان میں بھی مدار گوشت کے زائد ہونے پر رکھا گیا ہے، قیمت کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیمت چاہے کم ہو یا زیادہ گوشت اگر زیادہ ہو تو اسی کو افضل قرار دیا جائے گا۔

شرح عقود رسم المفتی میں ہے: "لو ذکروا قولین مثلا وعللوا لاحدھما کان ترجیحا لہ علی غیر المعلل کما افادہ الخیر الرملی فی کتاب الغصب من فتاواہ الخیریۃ ونظیرہ مافی التحریر وشرحہ فی فصل الترجیح فی المتعارضین ان الحکم الذی تعرض فیہ للعلۃ یترجح علی الحکم الذی لم یتعرض فیہ لھا لان ذکر علتہ یدل علی الاھتمام بہ والحث علیہ" مثال کے طور پر اگر فقہاء نے دو قول ذکر کئے ہوں اور ان میں سے ایک کی علت بیان کی ہو تو اس کو، غیر معلل (جس کی علت بیان نہیں کی گئی) پر ترجیح حاصل ہو گی جیسا کہ امام خیر الدین الرملی نے اپنے فتاوی خیریہ کی کتاب الغصب میں یہ فائدہ بیان کیا ہے اور اس کی نظیر وہ ہے جو تحریر اور شرح تحریر کی فصل الترجیح فی المتعارضین میں ہے کہ وہ حکم جس

کی علت بیان کی گئی ہو وہ راجح ہوتا ہے اس حکم پر جس کی علت بیان نہ کی گئی ہو کیونکہ اس کی علت کا ذکر اس کے اہم ہونے اور اس پر ابھارنے پر دلالت کرتا ہے۔

(شرح عقود رسم المفتی، ص37، مطبوعہ لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو شاھد محمد ماجد علی مدنی

05ذو الحجۃ الحرام 1445ھ/12جون 2024ء

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج daruliftaahlesunnat/ اور ویب سائٹ www.fatwaqa.com/ur/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے